## الجواب حامداً ومصلیاً

(الف) صورتِ مسئولہ میں اگر نکاح نامہ عقدِ نکاح سے پہلے پُر کیا گیا تھا اور شوہر نے ایجاب وقبول ہونے سے قبل اس پر دستخط کیے تھے یا ایجاب وقبول کے بعد دستخط کیے لیکن نکاح فارم کی شق نمبر اٹھارہ کے سامنے لکھی گئی عبارت کو پڑھے وسمجھے بغیر دستخط کر دیئے تھے تو اس صورت میں تفویضِ طلاق درست نہیں ہوئی اور عورت کو اپنے اوپر طلاق واقع کرنیکا حق نہیں ہے کیونکہ تفویضِ طلاق کیلئے نکاح کا ہونا یا نکاح سے قبل ہو تو اس میں نکاح کی طرف اضافت و نسبت کا موجود ہونا ضروری ہے۔

(ب) اور اگر شوہر نے نکاح نامہ پر دستخط ایجاب وقبول ہونے کے بعد شق نمبر اٹھارہ کے سامنے درج عبارت کو پڑھکر کیے ہیں (خواہ نکاح فارم ایجاب وقبول سے قبل پُر کیا گیا ہو) تو ایسی صورت میں یہ تفویض درست ہے اور اس صورت کے حکم کے بارے میں کوئی صریح جزئیہ حضرات فقہاءِ کرام رحمہم اللہ کی عبارات میں نہیں مل سکا اور ابتک اس صورت کو تفویضِ مطلق میں شمار کرکے اسی کے مطابق حکم لگایا گیا ہے کہ عورت کو صرف مجلسِ عقد یا مجلسِ علم تک طلاق واقع کرنیکا اختیار ہوگا۔

تاہم یہ صورت بایں معنی اگرچہ مطلق ہے کہ اس میں وقت کی کوئی قید نہیں لگائی گئی لیکن اس جملہ کا جو مطلب واضح اور لوگوں میں معروف ہے وہ تفویضِ مطلق کے خلاف ہے اور وہ یہ کہ عورت جب چاہے اپنے اوپر طلاق واقع کرسکتی ہے کیونکہ اس تفویض کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا کہ مجلسِ نکاح ہی میں عورت اگر چاہے تو طلاق واقع کرلے خصوصاً نکاح نامہ میں اس شق کا ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ فریقین کے ہاں اس تفویض کا یہی مقصد ہے کہ عورت مجلسِ نکاح کے بعد جب ناسازگار حالات محسوس کرے تو اسے اپنے نفس پر طلاق واقع کرنیکا اختیار حاصل ہوگا۔ عند الناس اس شرط کے یہی معنی معروف ہیں لہٰذا اس کے حکم میں بھی اسی مطلب کے مطابق وسعت ہونی چاہیئے بالخصوص جبکہ شریعتِ مطہرہ میں عرف کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ نیز حکیم الامت حضرت اقدس حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ حیلۂ ناجزہ میں الفاظِ شرط سے متعلق فرماتے ہیں۔

> اردو کے محاورات مختلف ہونیکی وجہ سے تمام الفاظِ شرط
> کا حکم مستنبط نہ ہوسکا اس لیے الفاظِ عربیہ کی تفصیل
> نقل کرتے ہیں تاکہ اہلِ علم بوقتِ ضرورت اس تفصیل میں
> اور متکلم کے محاورے میں بغور تطابق کرکے بقیہ الفاظِ شرط
> کا حکم متعین کرسکیں۔

ظاہر ہے کہ رائج صورت میں عقدِ نکاح کیوقت فریقین اس تفویض کو عام سمجھتے ہیں کہ عورت جب چاہے اپنے نفس پر طلاق واقع کرلے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر سائل نے اسی دوسری صورت یعنی شق ب کے مطابق نکاح نامہ پُر کیا تھا تو سائل کی بیوی نے نکاح کے ایک سال بعد جب اس اختیار کو

استعمال کرتے ہوئے اپنے اوپر طلاق واقع کی ہے تو سوال کیساتھ منسلکہ طلاق تفویض کے کاغذات کی روشنی میں آپکی بیوی سعدیہ بیگ پر تین طلاقیں واقع ہوکر حرمت مغلظہ ثابت ہوچکی ہے اب رجوع نہیں ہوسکتا اور بلا حلالہ شرعیہ دوبارہ اُس میں نکاح بھی نہیں ہوسکتا۔

فی البدائع : ۳/۱۹۵

الامر المطلق فی الشاھد ینصرف الی ما ھو المقصود من الفعل فی المتعارف والعرف والمقصود فی قولہ لامرأتہ طلقی نفسك مختلف فقد یقصد بہ الطلاق المبطل للملك وقد یقصد بہ الطلاق المبطل حل المحلیۃ سدا لباب التدارك فأی ذلك نوی انصرف الیہ ثم اذا صحت نیۃ الثلاث فان طلقت نفسھا ثلاثا او اثنتین او واحدۃ وقع لان الزوج ملکھا الثلاث ومالك الثلاث لہ ان یوقع الثلاث او الاثنتین او الواحدۃ کالزوج

وفیہ ایضاً : ۳/۱۸۷

ولو قال امرك بیدك ولوی الثلاث فطلقت نفسھا ثلاثا کان ثلاثا فاذا نوی الثلاث فقد نوی ما یحتملہ مطلق الامر فصحت نیتہ۔

وفی رسائل ابن عابدین : ۲/۱۱۵

واعلم ان اعتبار العرف والعادۃ رجع الیہ فی مسائل کثیرۃ حتی جعلوا ذلك اصلا فقالوا فی الاصول فی باب ما تترك بہ الحقیقۃ تترك الحقیقۃ بدلالۃ الاستعمال والعادۃ ھکذا ذکر فخر الاسلام وفی شرح الاشباہ للبیری قال فی المشرع الثابت بالعرف ثابت بدلیل شرعی وفی المبسوط، الثابت بالعرف کالثابت بالنص انتھی

مہر بیوی کا حق ہے لہٰذا اگر آپ نے ابھی تک مہر ادا نہیں کیا اور بیوی نے اپنی دلی خوشی سے معاف بھی نہیں کیا تو اس کی ادائیگی بہر حال آپکے ذمہ لازم ہے۔

فی الشامیۃ : ۳/۱۰۲

قال فی البدائع : واذا تأکد المھر بما ذکر لا یسقط بعد ذلك وان کانت الفرقۃ من قبلھا لان البدل بعد تأکدہ لا یحتمل السقوط الا بالابراء کالثمن اذا تأکد بقبض المبیع ۔۔۔۔۔

وفی الھندیۃ : ۱/۳۰۳

والمھر یتأکد باحد معان ثلاثۃ الدخول والخلوۃ الصحیحۃ وموت احد الزوجین سواء کان مسمی او مھر المثل حتی لا یسقط منہ شیء بعد ذلك الا بالابراء من صاحب الحق

اس کیلئے قاعدہ یہ ہے کہ جو سامان وغیرہ لڑکے یا سسرال والوں کیطرف سے لڑکی کو دیا جاتا ہے اگر وہ لڑکی کو مالک بنا کر دیا جاتا ہے تو لڑکی کی سامان

کی مالک ہے لڑکے یا سسرال والوں کو یہ سامان واپس لینے کا حق نہیں ہے اور جہاں تک زیورات کا تعلق ہے تو اگر زیورات دیتے وقت کوئی وضاحت نہیں ہوئی یعنی مالک بنا کر یا حقِ مہر کے بدلہ میں نہیں دیئے گئے تو یہ مسئلہ عرف کے تابع ہے اور ہمارے ہاں عرف یہ ہے کہ عام طور پر خاوند یا اس کے اقرباء جو زیورات لڑکی کو دیتے ہیں وہ عام طور پر خاوند کی ملکیت ہوتے ہیں اور عورت ان کو عاریۃً استعمال کرتی ہے۔
(ماخوذہ امداد المفتین، ۲/۵۱۰)

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر اسی عرف کے مطابق زیورات دیئے گئے ہیں تو وہ خاوند کی ملکیت ہیں اور خاوند ان کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ نیز گاڑی بھی اگر مالک بنا کر دی گئی ہے تو وہ عورت کی ملکیت ہے اور اگر عاریۃً استعمال کرنے کے لیے دی ہے تو آپ اُسے واپس لے سکتے ہیں کاغذات بیوی کے نام ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا یعنی کاغذات بیوی کے نام ہونے سے بیوی کی ملکیت نہیں ہوتی جب تک کہ باقاعدہ اُسے مالک نہ بنایا جائے۔

فی البحر، ۵/ ۴۱

لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی

وفی الھندیۃ، ۱/ ۳۲۷

واذا بعث الزوج الی اھل زوجتہ اشیاء عند زفافھا منھا دیباج فلما زفت الیہ اراد ان یسترد من المرأۃ الدیباج لیس لہ ذلک اذا بعث الیھا علی جھۃ التملیک

وفی رد المحتار، ۵/ ۸۸

والعرف فی الشرع لہ اعتبار، لذا علیہ الحکم قد یدار۔

۴ ـــــ سوال نمبر ایک میں درج تفصیل سے واضح ہو چکا ہے کہ آپکی بیوی نے طلاقِ تفویض کا حق استعمال کرتے ہوئے اپنے اوپر جو طلاق واقع کی ہے شرعاً وہ درست ہے اور یہ خلع کی صورت نہیں ہے بلکہ طلاق ہی ہے کیونکہ خلع میاں بیوی کی رضامندی سے حقِ مہر یا جو بھی عوض باہمی رضامندی سے طے ہو اس کے بدلہ میں کیا جاتا ہے اور اس کا عدالت میں ہونا بھی ضروری نہیں ہے، لہٰذا یہ خلع نہیں ہے بہرحال مذکورہ طلاق درست ہے اور آپکا اپنی بیوی سے نکاح ختم ہو چکا ہے۔ ـــــ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب

محمد اصغر عفا اللہ عنہ

دار الافتاء دار العلوم کراچی

۷/۱۲/۱۴۲۴ھ

جواب صحیح ہے، بالخصوص جبکہ نکاح فارم میں الفاظ یہ ہیں کہ "آیا شوہر نے طلاق کا حق بیوی کو تفویض کر دیا ہے" اسمیں "کر دیا ہے" کے الفاظ اردو محاورہ کے لحاظ سے تفویض عام لجمیع الازمنہ ہی سمجھی جاتی ہے، اور چونکہ یہ مجلسِ نکاح میں ہوتی ہے اور اسی مجلس سے مقید تفویض تقریباً بے معنی ہے، اسلئے اسکو عام لجمیع الازمنہ ہی سمجھنا چاہئے، اس سے قبل جو فتاویٰ اسکے

مفتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب درست ہے اور جواب میں جواب کے شروع میں جو شق الف تحریر کی گئی ہے وہ صرف دیانۃً ہے جو مسئلہ کی تفصیل بتانے کے لئے تحریر کی گئی ہے۔ ورنہ ہماری صورت مسئولہ میں شوہر کے دستخطوں کے بعد قضاءً صرف شق ب ہی ظاہر متعین ہے

بندہ محمود اشرف غفراللہ لہ

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۷/۱۲/۱۴۲۵ھ

باسمہ تعالیٰ

یہ مسئلہ حضرت صدر صاحب دامت برکاتہم کے مشورہ اور ان کی رائے کے مطابق لکھا گیا ہے، مصروفیات کے باعث حضرت اسے پڑھ کر اس پر دستخط نہ کر سکے۔

محمد اصغر

۲۶-۲-۱۴۲۵ھ

نائب مفتی

دار الافتاء

فتوی نمبر ۳۳/۷۶۱

مورخہ ۲۵/۱۲/۷

الجواب صحیح

عبدالمنان عفی عنہ

۲۸/۱۲/۱۴۲۵ھ